ملفوظاتِ اولیاء اکابر

غلام جیلانی خان

اولیائے کرام، صوفیائے عظام، سلف صالحین اور اکابرِ اسلام کے مواعظِ حسنہ، تعلیمات، مکتوبات، تالیفات وتصنیفات، خطبات، فرمودات اور ملفوظات نیز ان کی کتب نے قلوب کی تبدیلی اور روحانیت کے فروغ میں گراں بہا کردار ادا کیا ہے۔

ان اکابرین کے مکتوبات وملفوظات کو عامۃ الناس کے لیے نفوس کی تبدیلی، یعنی نفسِ امّارہ سے نفسِ مطمئنہ تک کے سفر، میں ایک اہم محرک کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان اکابر کے ملفوظات روحانیت کے اسرار ورموز کو سمجھنے میں گویا شرح اور حواشی کا درجہ رکھتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے یہ ملفوظات اسلامی روحانی علوم و معارف کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں جو ان بزرگوں کی کتب اور مکتوبات میں سفید موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ اسرار و حقائقِ روحانی کا ایسا خزانہ ہیں جو ہمیں اکابر اولیاء کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔ یہ ملفوظات ہمارے لیے قربِ الٰہی، وصال اور معرفتِ حق تعالیٰ کے حصول کا ذریعہ ہیں اور ظاہر و باطن کی اصلاح کا وسیلہ بھی۔ علمُ الحقائق کے باب میں یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لیے مفاتیح کا درجہ رکھتے ہیں۔

اکابر اولیاء کے یہ ملفوظات شریعت، طریقت اور حقیقت کے معانی کو واضح کرتے ہیں جن کے ذریعے انسان خصائلِ ذمیمہ سے اخلاقِ حمیدہ تک اور پھر اوجِ قرب و وصال تک پہنچتا ہے۔ ان ملفوظات کی تعلیم و تعلم سے عامۃ الناس میں نہ صرف اسلام کے بارے میں ذوق و وجدان پیدا ہوتا ہے بلکہ اسلام پر اعتماد بھی مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ اپنے معبود پر اعتقاد قوی ہو جاتا ہے اور راہِ سلوک کی مختلف منازل طے کرتے ہوئے وہ لا معبود الا اللہ کے مقام تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں اسلام سے ایمان اور ایقان کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے کلمۂ طیبہ کے معنی اور اس کا مقام بتدریج واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ اسی سلسلے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے چند ملفوظات نقل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ ان دونوں بزرگوں کے ملفوظات میں وہ نسخۂ کیمیا موجود ہے جو انسان کو حبِ دنیا اور حبِ سرمایہ (نفسِ امّارہ) کی پرستش سے نکال کر حبِ اللہ اور حبِ رسول ﷺ کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ سیکولرازم (Secularism)، جو دورِ جدید کی معاشرتی و انفرادی بیماری ہے اور سرمایہ داری (Capitalism) کی ایک اہم کڑی بھی ہے، بدمذہبیت کو ایک خوبصورت جامہ پہناتا ہے۔ وہ شرکِ خفی و جلی کی دنیا کو دین سے الگ کر کے، یعنی ایک قسم کی ثنویت قائم کر کے، حبِ سرمایہ کو فرد، معاشرت اور ریاست کی جدوجہد کا حاصل قرار دیتا ہے۔

یہ بنی نوعِ انسان پر ظلم کے مترادف ہے، کیونکہ سیکولرازم اور لبرلزم (Liberalism) اشیاء کو ان کے اصل مقام سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھ دیتے ہیں اور انسانی نفس کو نفسِ امّارہ کے ذریعے پراگندہ کر دیتے ہیں۔ یوں وہ انسان کو گویا خود خالق ہونے کا مکلف ٹھہراتے ہیں۔

اسی طرح لبرلزم، جو انسان پرستی، ذات پرستی اور قوم پرستی کے مختلف مظاہر کا نام ہے، وحی، تنزیل، نبوت و رسالت، ایمان بالغیب اور ایقانِ ایمانی کی حقیقتوں کا منکر ہے۔ یہ روحانی حقائق کو تسلیم نہیں کرتا اور ایمان بالتجربہ والشہود کی بنیاد پر قائم روحانی معرفت کو بھی رد کر دیتا ہے۔

ملفوظاتِ اولیاء اللہ توحید اور حبِ رسول ﷺ کے ذریعے عبد اور خالق کے رشتے کو مضبوط کرتے ہیں۔ وہ فرد، ریاست اور معاشرت کے باہمی تعلق کو محبت، ایثار، حیا اور فقر کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں، اور انسان کے ہر عمل کو لا الٰہ الا الانسان کی روش سے نکال کر لا موجود الا اللہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

یہ ملفوظات انسانی نفس کی تبدیلی کا ذریعہ بنتے ہیں اور انسان کو نفسِ مطمئنہ کے مقام تک پہنچا

کر کامل اسلام کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ یوں بندے کا ایمان ایقان کی مختلف منازل طے کرتا ہے اور وہ لا شہود الا اللہ کی منزل کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ اسے آخرت کے حصول کی طلب اور موت کی لذتِ شناسائی بھی حاصل ہونے لگتی ہے۔

یہ دراصل ایسی روحانی فضا پیدا کرتے ہیں جو عاشق کے لیے اپنے محبوبِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کی راہ کو وسیع اور ہموار کر دیتی ہے۔

ملفوظات

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

ترجمہ: (اے میرے محبوب!) تکلفات کے پردے کو چاک کر کے میرے کاشانۂ دل میں آ جا، میرے خانۂ دل میں تیری محبت کے درد کے سوا کچھ نہیں۔ (شیخ عبد القادر جیلانیؒ)

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا یہ ارشاد دراصل اس "حجابِ انا" کو توڑنے کی طرف اشارہ ہے جو بندے اور خالق کے درمیان حائل ہے۔ جب انسان تمام مادی واسطوں اور سیکولر توہمات سے نکل کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو تبھی وہ "بے حجابانہ" دیدارِ حق کے قابل ہوتا ہے۔

حضرت نے جو فرمایا کہ "میرے خانۂ دل میں تیری محبت کے درد کے سوا کچھ نہیں"، یہی وہ "خالی پن" ہے جسے تصوف کی زبان میں تخلیہ کہتے ہیں۔ جب دل دنیا کی محبت اور سرمایہ پرستی سے خالی ہو جاتا ہے تو وہاں صرف خالق کی تجلی باقی رہتی ہے۔

جب یہ صفات تم میں پیدا ہو جائیں گی، اس وقت تمہاری عبادت اپنے خالق کے واسطے کامل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر انعام ہو گا۔ خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے:

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ (الزمر: ۳۶)

گفتۂ زمر آں کہ ظاہر شد معین
من چہ گوئم کہ خود ہمہ دانی ز ما

اس شعر کا مرکزی خیال "عجزِ بندگی" ہے۔ جب اللہ تعالیٰ خود قرآن میں یہ فرما چکا ہے کہ وہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے تو اب بندے کے لیے مزید کچھ کہنے کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے؟ یہ مقامِ "تسلیم" ہے، جہاں بندہ اپنی تمام تر خواہشات اور اپنے نفس کے تمام مطالبوں کو خاموش کر دیتا ہے کیونکہ اسے یقین ہو چکا ہے کہ میرا رب میری ہر حاجت اور میرے ہر حال سے واقف ہے۔

"الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ" اس سفر کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جب بندہ سچے معنوں میں "عبد" بن جاتا ہے، تو وہ کائنات کی مادی ضرورتوں اور فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ جو ذات کائنات کو چلا رہی ہے، وہ اس کے لیے کافی ہے۔

سیکولرازم اور لبرلزم جو انسان کو "خود کفیل" بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ دراصل اسے نفسِ امارہ کی غلامی میں دے کر اس سے اس کا حقیقی سکون چھین لیتے ہیں۔ اس کے برعکس، یہ روحانی راستہ انسان کو یہ باور کراتا ہے کہ اس کی اصل قوت اس کے اپنے وسائل میں نہیں، بلکہ اس کے خالق سے جڑنے میں ہے۔

اکابر کے یہ ملفوظات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ:

- انسان کا اصل مقام "عبدیت" ہے، "حاکمیت" نہیں۔
- جب دل میں "لا موجود الا اللہ" کا یقین راسخ ہو جائے تو پھر انسان کسی مادی نظام کا محتاج نہیں رہتا۔
- یہ سب کچھ "دردِ عشق" کے بغیر ممکن نہیں۔

ملفوظاتِ سلطان الہند

ملفوظاتِ اولیاء اس کلام کو کہا جاتا ہے جو اکابرینِ اولیاء علیہم الرحمۃ سے منقول ہو اور سلوک و عرفان کے متلاشیوں کے لیے معارف اور تبدیلیِ نفس کا ذریعہ بنے۔ ان ملفوظات کو جمع

کرنے کا اہتمام ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اس طرح ملفوظاتِ اولیاء اکابرین کے طویل سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں جو مبتدیوں کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوتے رہے ہیں۔

ملفوظاتِ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جو "دلیل العارفین" کے نام سے مشہور ہیں، دراصل آپ کے مریدِ خاص اور علمی و روحانی جانشین حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے مرتب فرمائے ہیں۔ اس طرح انہوں نے راہِ سلوک کے مسافروں پر ایک عظیم احسان فرمایا۔

سلطان الہند نے فرمایا کہ خدا تک رسائی واسطۂ رسالت کے بغیر ناممکن ہے اور خدا کی عبادت و بندگی وہی قابلِ قبول ہے جو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ سنتِ رسول ﷺ سے تجاوز کرنا حد سے بڑھ جانا ہے جو انسان کو افراط و تفریط کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور سالک کو شفاعتِ رسول ﷺ سے محروم کر دیتا ہے۔

شریعت کی پابندی کے بغیر نہ طریقت تک پہنچا جا سکتا ہے اور نہ حقیقت تک۔ عارف آفتاب کی مانند روشن ہوتا ہے اور اپنی روشنی خدا اور رسول کے علاوہ کسی سے اخذ نہیں کرتا۔ وہ اللہ کی مخلوق کو اپنے حسنِ عمل سے روشنی بخشتا ہے اور اس کی اس روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔

عارف باللہ راہِ سلوک کے متلاشیوں کے لیے مانندِ آفتاب و ماہتاب ہوتا ہے۔ وہ دن کی روشنی میں اللہ کی ربوبیت کے اقرار کی تعلیم دیتا ہے اور رات کے اندھیرے میں قلب و نفس کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ اسی طرح وہ سنتِ رسول ﷺ کو وسیلہ و زینہ بنانے کے لیے روشنی عطا کرتا ہے اور اوجِ قرب و وصال کا راستہ دکھاتا ہے۔

یا رسول اللہ! شفاعت از تو می دارم امید
باوجودِ صد ہزاراں جرم در روزِ حساب (سلطان الہند)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے بے شمار گناہوں کے باوجود، روزِ قیامت آپ کی شفاعت سے ہی (نجات کی) امید رکھتا ہوں۔